AL-‘ULŪM ISSN: 2709-3484 (Print) | 2709-3492 (Online)
https://alulum.net/ojs/index.php/aujis/about
(January-June) 2026, 7:1 (1-19)

سیرت طیبہ کی اشاری تعبیرات: تجزیاتی مطالعہ

حافظ آصف اسماعیل
لیکچرار، شعبۂ عربی واسلامیات، یونی ورسٹی آف لاہور، پاکستان

Symbolic Interpretations of the Prophetic Biography: An Analytical Study

Hafiz Asif Ismail (PhD) [1]
Lecturer, Department of Arabic and Islamic Studies, The University of Lahore (UOL), Lahore

Abstract: This research paper delves into the symbolic interpretations within the Seerah (Prophetic Biography) of Prophet Muhammad (peace be upon him), aiming to explore how certain events, sayings, and actions transcend their historical contexts to deliver universal moral, spiritual, and cultural messages. The study identifies selected instances from the Seerah that scholars have approached through symbolic or metaphorical lenses—such as the Hijrah representing spiritual migration, battles reflecting inner struggles, or particular prophetic habits as archetypes of divine ethics. By applying tools from hermeneutics, semiotics, and literary analysis, the paper illustrates how symbolic interpretation enhances the understanding of the Seerah beyond its literal-historical boundaries. This analytical framework draws upon both classical Islamic exegesis and modern interpretive theories, showcasing the dynamic interplay between text, context, and meaning. The paper also reflects on the impact of symbolic Seerah readings on Islamic thought, ethics, and reformist movements, especially in inspiring spiritual transformation and social activism. While symbolic approaches can open new dimensions of insight, the paper also cautions against excessive abstraction that may detach interpretations from textual authenticity and prophetic intent. A balanced methodology is thus advocated—one that honors the historical fidelity of the Prophet’s life while engaging with its enduring wisdom in symbolic terms. Ultimately, this study contributes to a deeper understanding of how the life of the Prophet continues to guide human consciousness through symbols rooted in divine purpose and timeless relevance.

Keywords: Sīrah, Symbolism, Prophetic biography, Hermeneutics, Islamic thought.

How to cite: Ismail, H. A. . (2026). سیرت طیبہ کی اشاری تعبیرات: تجزیاتی مطالعہ: Symbolic Interpretations of the Prophetic Biography: An Analytical Study. Al-‘Ulūm Journal of Islamic Studies, 7(1), 1–19. Retrieved from https://alulum.net/ojs/index.php/aujis/article/view/210

Article History
Submission Date: 18-2-2026 **Acceptance Date:** 24-5-2026 **Publication Date:** 27-6-2026

[1]. *Corresponding author Email: asifismail.muslim@gmail.com*

تعارف

انسانی تاریخ میں کسی فرد کی زندگی نے سیرتِ نبوی ﷺ کی طرح جامع، گہرے اور ہمہ گیر اثرات مرتب نہیں کیے۔ نبی کریم ﷺ کی حیاتِ مبارکہ محض اقوال و افعال کا مجموعہ نہیں، بلکہ یہ ایک ایسا زندہ متن ہے جس کی ہر حرکت، ہر سکوت، ہر ادا اور ہر اشارہ معانی و حکمت کے خزانوں سے لبریز ہے۔ محققینِ سیرت نے عموماً نبی اکرم ﷺ کے اقوال اور افعال پر توجہ مرکوز کی ہے، مگر آپؐ کی اشاراتی زبان، علامتی اندازِ بیان اور غیر لفظی ابلاغ کی حکمت کو نسبتاً کم موضوعِ تحقیق بنایا گیا ہے۔ یہ مقالہ اسی اہم فکری خلا کو پر کرنے کی کوشش ہے۔ علامتی اور اشاراتی تعبیرات کا استعمال دراصل انسانی فطرت کا حصہ ہے۔ انسان صرف الفاظ سے بات کرنے والی ہستی نہیں بلکہ اس کی آنکھیں، ہاتھ، چہرے کے تاثرات، اور خاموشیاں بھی ایک بامعنی زبان رکھتی ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے اپنی نبوت کے ۲۳ سالہ طویل سفر میں اس فطری و فکری حقیقت کو بڑی مہارت اور حکمت کے ساتھ برتا۔ آپؐ نے جہاں کھلے الفاظ میں تعلیم دی، وہیں ایسے مواقع بھی تھے جہاں اشاروں، علامتوں، تمثیلوں اور حکیمانہ خاموشیوں کے ذریعے لوگوں کے دلوں اور دماغوں میں ہمیشہ رہنے والے نقوش ثبت کیے۔ یہ اسلوب نہ صرف آپؐ کی دعوتی حکمت کی علامت ہے بلکہ اس میں ان نفسیاتی، ابلاغی اور تربیتی جہات کی واضح جھلک ملتی ہے جن کی آج کے پیچیدہ اور بصری ذرائع ابلاغ کے دور میں شدید ضرورت ہے۔

اس اشاری اسلوب کو سمجھنے کے لیے ضروری ہے کہ ہم پہلے اس کی دینی و فکری بنیادوں کا جائزہ لیں۔ قرآن مجید خود اس حوالے سے ایک بنیادی ماخذ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں متعدد مقامات پر علامتی اور تمثیلی انداز اختیار فرمایا ہے۔ سورہ ابراہیم میں کلمہ طیبہ کو درختِ طیب سے تشبیہ دینا، یا سورہ کہف میں دنیا کی زندگی کو بارش کے پانی سے تشبیہ دینا، اس کی واضح مثالیں ہیں۔ یہ تشبیہات محض ادبی خوبی کے لیے نہیں، بلکہ اس لیے ہیں کہ انسان غور و فکر کرے، معانی کی گہرائیوں میں اترے، اور اپنے ذہنی استدلال کے ذریعے نتائج تک پہنچے۔ امام رازی نے ان آیات کی تفسیر میں لکھا ہے کہ اس تمثیل میں دنیا کی فنا پذیری اور اس سے بے رغبتی کی طرف اشارہ ہے۔ یہ اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ اشاراتی اسلوب قرآن مجید کا ایک قائم اور مستند طریقہ ہے۔ اسی طرح احادیثِ نبویہ میں بھی اشاراتی تعبیرات کا وافر ذخیرہ موجود ہے۔ نبی کریم ﷺ نے اپنی حدیثوں میں تمثیل، استعارہ، تشبیہ اور علامتی زبان کو اس طرح استعمال کیا کہ سامعین نہ صرف پیغام سمجھتے بلکہ اسے اپنی یادداشت میں بھی ہمیشہ کے لیے محفوظ کر لیتے۔ "دنیا میں ایسے رہو جیسے تم مسافر ہو" والی حدیث اس کی بہترین مثال ہے۔ یہاں نبی ﷺ نے دنیا کی حقیقت کو ایک اجنبی یا مسافر کی علامت سے واضح کر دیا، اور یہ ایک علامتی جملہ پوری اسلامی فکر کے نظامِ زہد و قناعت کی بنیاد بن گیا۔ اسی طرح "مومن، مومن کے لیے آئینہ ہے" والی حدیث نہ صرف ایک اخلاقی ہدایت ہے بلکہ یہ باہمی احتساب اور اصلاح کے پورے نظام کی علامتی بنیاد ہے۔ امام قشیری

نے بجاطور پر فرمایا کہ نبی کریم ﷺ حقیقتوں کو تمثیلات اور مشابہات کے ذریعے بیان فرماتے تاکہ فہم آسان ہو اور عقلیں تدبر کی عادی ہوں۔ یہ ایک اہم نکتہ ہے۔ نبی ﷺ کا اشاراتی اسلوب محض ایک بلاغی خوبی نہیں تھا، بلکہ یہ ایک مکمل تربیتی اور فکری منہج تھا، جس کا مقصد انسان کی عقل اور فکر کو بیدار کرنا تھا۔

اس مقالے میں ہم سیرتِ طیبہ کے اسی اشاراتی اور علامتی اسلوب کو چار اہم مباحث میں تقسیم کر کے تجزیہ کریں گے۔ پہلے مبحث میں ہم اشارات کی دینی و فکری بنیادوں کا جائزہ لیں گے اور دیکھیں گے کہ قرآن و سنت میں اس اسلوب کی کیا حیثیت ہے۔ دوسرے مبحث میں ہم سیرتِ نبوی کے مختلف شعبوں—دعوت، اخلاق، سیاست، جنگ اور تربیت—میں اس اشاری اسلوب کے عملی مظاہر کا مطالعہ کریں گے۔ تیسرے مبحث میں ہم اس اسلوب کی عصری افادیت اور عصر حاضر میں اس کے ممکنہ اطلاقات پر گفتگو کریں گے اور جدید تعلیمی نفسیات اور ابلاغی نظریات کی روشنی میں اس کا جائزہ لیں گے۔ چوتھے مبحث میں ہم برصغیر کے صوفیاء کی آراء کا جائزہ لیں گے اور دیکھیں گے کہ انہوں نے سیرتِ نبوی کے اس اشاریاتی اسلوب کو کیسے سمجھا اور اپنے تصوف کے نظام میں اسے کیسے برتا۔ اس کے بعد ہم اپنے نتائج اور تجاویز پیش کریں گے۔ اس تحقیق کا بنیادی مقصد یہ ثابت کرنا ہے کہ سیرتِ نبوی کی اشاری تعبیرات نہ صرف تاریخی اہمیت رکھتی ہیں بلکہ عصر حاضر کے ابلاغی، تعلیمی اور تربیتی چیلنجز سے نمٹنے کے لیے ایک عملی اور مؤثر نمونہ ہیں۔

اشارات کی دینی و فکری بنیادیں

سیرتِ طیبہ کی اشاری تعبیرات کے عنوان کے تحت ہم سب سے پہلے اس پر غور کرتے ہیں کہ دینِ اسلام میں اشاروں، علامات، تمثیلات اور غیر صریح طرزِ اظہار کی کیا بنیادیں ہیں۔ یہ اندازِ بیان بظاہر مبہم معلوم ہوتا ہے، مگر حقیقت میں اس میں حکمت، فہم و فراست، تدریج اور معنوی گہرائی پائی جاتی ہے۔ قرآن مجید، احادیثِ نبویؐ اور خود سیرتِ طیبہ میں ایسی بے شمار مثالیں موجود ہیں جہاں بات کو کھول کر بیان کرنے کے بجائے علامتی یا اشاری انداز اختیار کیا گیا تاکہ سامعین و قارئین اس میں تدبر کریں، اور فہم و تدبر کے مختلف درجات کو سمجھیں۔ یہ تعبیرات صرف بلاغت کا ایک اسلوب نہیں بلکہ ایک فکری و تربیتی منہج بھی ہیں جو انسانی ذہن کو تربیت دینے اور معانی کے گہرے پہلو کھولنے کا ذریعہ بنتے ہیں۔

1. قرآن مجید میں اشاراتی اندازِ بیان

قرآن مجید ایک جامع ترین کتابِ ہدایت ہے جو الفاظ کی سطح سے ماورا گہرائی اور معانی کی تہیں رکھتی ہے۔ اس میں جابجا ایسے اسالیب اختیار کیے گئے ہیں جو اشاراتی اور تمثیلی انداز پر مبنی ہیں۔ ان اسالیب کا مقصد انسان کو محض ظاہری الفاظ پر رکنے کے بجائے غور و فکر پر آمادہ کرنا ہے۔

پہلی مثال: دنیا کی زندگی کی عارضیت

سورہ کہف میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ وَاضْرِبْ لَهُم مَّثَلَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا كَمَاءٍ أَنزَلْنَاهُ مِنَ السَّمَاءِ فَاخْتَلَطَ بِهِ نَبَاتُ الْأَرْضِ فَأَصْبَحَ هَشِيمًا تَذْرُوهُ الرِّيَاحُ ۗ وَكَانَ اللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ مُّقْتَدِرًا ﴾ [1].

ترجمہ: اور ان کے لیے دنیا کی زندگی کی مثال بیان کرو جیسے پانی جسے ہم نے آسمان سے اتارا، پھر اس سے زمین کی نباتات مل کر گھنی ہو گئیں، پھر وہ بھس بن کر رہ گئی جسے ہوائیں اڑائے لے جاتی ہیں، اور اللہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔

اس آیت میں دنیا کی زندگی کو بارش کے پانی سے تشبیہ دی گئی ہے جو زمین کو ہرا بھرا کر دیتا ہے، لیکن پھر وہی پودے سوکھ کر بھس بن جاتے ہیں اور ہوائیں انہیں اڑا کر لے جاتی ہیں۔ یہ اس حقیقت کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ دنیا کی ساری رونقیں عارضی ہیں، جس طرح وہ پودا چند دن ہرا بھرا رہتا ہے اسی طرح انسان کی جوانی، دولت، طاقت اور مرتبہ سب ایک دن ختم ہو جاتے ہیں۔ یہ تشبیہ اس لیے موثر ہے کہ ہر انسان نے یہ منظر اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ پودا کبھی ہرا بھرا ہوتا ہے اور کبھی سوکھ جاتا ہے، قرآن نے بہت سادہ اور روزمرہ کے مشاہدے پر مبنی مثال دے کر یہ نکتہ سمجھا دیا ہے کہ دنیا کو اپنا مستقل ٹھکانہ نہ سمجھو، بلکہ اسے آخرت کے لیے ایک ذریعہ بناؤ۔

دوسری مثال: ایمان کی استقامت اور برکت

سورہ ابراہیم میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ أَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ أَصْلُهَا ثَابِتٌ وَفَرْعُهَا فِي السَّمَاءِ﴿٢٤﴾ تُؤْتِي أُكُلَهَا كُلَّ حِينٍ بِإِذْنِ رَبِّهَا ۗ وَيَضْرِبُ اللَّهُ الْأَمْثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ﴾ [2].

ترجمہ: کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے کس طرح ایک پاکیزہ بات کی مثال بیان کی؟ وہ ایک پاکیزہ درخت کی طرح ہے جس کی جڑ زمین میں مضبوط ہے اور اس کی شاخ آسمان میں ہے، وہ اپنے رب کے حکم سے ہر وقت اپنا پھل دیتی ہے۔ اور اللہ لوگوں کے لیے مثالیں بیان فرماتا ہے تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں۔

اس آیت میں "کلمہ طیبہ" (توحید کا کلمہ) کو ایک پاکیزہ درخت سے تشبیہ دی گئی ہے جس کی جڑ زمین میں مضبوط اور شاخ آسمان میں ہے، اور یہ ہر وقت پھل دیتا ہے۔ جس طرح مضبوط جڑ والا درخت طوفانوں سے نہیں گرتا، اسی طرح مضبوط ایمان والا شخص فتنوں میں نہیں ڈگمگاتا۔ جس طرح اس درخت کی شاخ آسمان کی طرف جاتی ہے، اسی طرح ایمان والے کے اعمال بلندیوں کی طرف جاتے ہیں اور اللہ سے جڑے ہوتے ہیں۔ جس طرح درخت ہر وقت پھل دیتا ہے، اسی

1- **القرآن**، 45:18۔

2- **القرآن**، 14:24-25۔

طرح ایمان والے سے ہر وقت نیکیاں صادر ہوتی ہیں۔ یہ مثال عرب لوگوں کے لیے خاص طور پر قابلِ فہم تھی جو کھجور کے درخت کی خوبیوں سے واقف تھے، ایک مثال میں قرآن نے ایمان کی تمام خوبیاں—استقامت، بلندی، برکت، دوام کو سمیٹ دیا ہے۔

تیسری مثال: شرک کی کمزوری اور بے حقیقت

سورہ عنکبوت میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ مَثَلُ الَّذِينَ اتَّخَذُوا مِن دُونِ اللَّهِ أَوْلِيَاءَ كَمَثَلِ الْعَنكَبُوتِ اتَّخَذَتْ بَيْتًاۖ وَإِنَّ أَوْهَنَ الْبُيُوتِ لَبَيْتُ الْعَنكَبُوتِۖ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ﴾ [3]

ترجمہ: اللہ کے سوا دوسروں کو اپنا کارساز بنانے والوں کی مثال مکڑی جیسی ہے جس نے اپنا گھر بنالیا، اور سب گھروں سے زیادہ کمزور گھر مکڑی کا گھر ہی ہے، کاش وہ جانتے۔

اس آیت میں مشرکین کے طرزِ عمل کو مکڑی کے گھر سے تشبیہ دی گئی ہے۔ مکڑی بہت محنت کر کے اپنا جالا بناتی ہے، لیکن یہ جالا نہایت کمزور ہوتا ہے—ایک ہلکا سا جھٹکا اسے تباہ کر دیتا ہے، یہ جالا نہ گرمی سے بچاتا ہے، نہ سردی سے، نہ بارش سے، نہ دشمنوں سے۔ اسی طرح مشرکین نے بہت محنت کر کے اپنے معبود بنائے، لیکن یہ سب کچھ بے بنیاد ہے—یہ معبود نہ کسی مصیبت میں مدد کر سکتے ہیں، نہ کسی خطرے سے بچا سکتے ہیں۔ قرآن نے "اتَّخَذُوا" کا لفظ استعمال کیا ہے، جو بتاتا ہے کہ یہ لوگ اپنے آپ نے ان کارسازوں کو بنایا ہے، اللہ نے نہیں، اور جو کچھ انسان خود بناتا ہے، وہ ہمیشہ کمزور اور عارضی ہوتا ہے۔ یہ مثال ہر اس شخص کے لیے سبق ہے جو اللہ کے سوا کسی اور پر بھروسہ کرتا ہے۔

چوتھی مثال: اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کا بے حساب ثواب

سورہ بقرہ میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ مَّثَلُ الَّذِينَ يُنفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ أَنبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِي كُلِّ سُنبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍۗ وَاللَّهُ يُضَاعِفُ لِمَن يَشَاءُۗ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ﴾ [4].

ترجمہ: جو لوگ اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں، ان کی مثال اس دانے کی طرح ہے جس سے سات بالیاں اگیں، ہر بالی میں سو دانے ہوں، اور اللہ جس کے لیے چاہے مزید بڑھا دیتا ہے، اور اللہ وسعت والا اور جاننے والا ہے۔

اس آیت میں اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والوں کی مثال ایک ایسے دانے سے دی گئی ہے جس سے سات بالیاں اگتی ہیں اور ہر بالی میں سو دانے ہوتے ہیں—یعنی ایک دانے سے سات سو دانے حاصل ہو جاتے ہیں۔ جس طرح ایک چھوٹا سا دانہ

---

[3] - **القرآن**، 29:41۔

[4] - **القرآن**، 2:261۔

بونے سے کئی گنا زیادہ فصل حاصل ہوتی ہے، اسی طرح اللہ کی راہ میں خرچ کیا ہوا مال بھی اللہ کے ہاں کئی گنا بڑھ کر واپس آتا ہے، اور اللہ نے مزید فرمایا کہ وہ جس کے لیے چاہے اور بھی بڑھا دیتا ہے، یعنی اس اضافے کی کوئی حد نہیں۔ اس مثال میں وقت کا عنصر بھی پوشیدہ ہے — جس طرح دانہ بونے اور فصل کاٹنے میں وقت لگتا ہے، اسی طرح اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کا بدلہ بھی فوری نہیں ملتا، لیکن یقین رکھنا چاہیے کہ وہ مل کر رہے گا اور اس کی مقدار کا اندازہ بھی نہیں لگایا جا سکتا۔

پانچویں مثال: حق اور باطل کا تقابل

سورہ رعد میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ أَنزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَسَالَتْ أَوْدِيَةٌ بِقَدَرِهَا فَاحْتَمَلَ السَّيْلُ زَبَدًا رَّابِيًا ۚ وَمِمَّا يُوقِدُونَ عَلَيْهِ فِي النَّارِ ابْتِغَاءَ حِلْيَةٍ أَوْ مَتَاعٍ زَبَدٌ مِّثْلُهُ ۚ كَذَٰلِكَ يَضْرِبُ اللَّهُ الْحَقَّ وَالْبَاطِلَ ۚ فَأَمَّا الزَّبَدُ فَيَذْهَبُ جُفَاءً ۖ وَأَمَّا مَا يَنفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ فِي الْأَرْضِ ۚ كَذَٰلِكَ يَضْرِبُ اللَّهُ الْأَمْثَالَ ﴾[5].

ترجمہ: اللہ نے آسمان سے پانی اتارا تو وادیاں اپنی گنجائش کے مطابق بہہ نکلیں، پھر سیلاب نے اوپر اٹھتا ہوا جھاگ اٹھا لیا۔ اور جس چیز کو لوگ زیور یا سامانِ زندگی بنانے کے لیے آگ میں پگھلاتے ہیں، اس سے بھی ایسا ہی جھاگ اٹھتا ہے۔ اسی طرح اللہ حق اور باطل کی مثالیں بیان فرماتا ہے۔ اب جو جھاگ ہے، وہ بیکار ہو کر اڑ جاتا ہے، اور جو چیز لوگوں کو فائدہ دیتی ہے، وہ زمین میں ٹھہر جاتی ہے۔

اس آیت میں حق اور باطل کی مثال دو مناظر سے دی گئی ہے۔ پہلا منظر سیلاب کا ہے — جب پانی بہتا ہے تو اس پر جھاگ آ جاتا ہے، لیکن یہ جھاگ بے کار ہوتا ہے اور تھوڑی دیر میں اڑ جاتا ہے، جبکہ اصل پانی آگے بہتا رہتا ہے اور زمین کو سیراب کرتا ہے۔ دوسرا منظر دھات پگھلانے کا ہے۔ جب دھات پگھلتی ہے تو اس پر بھی جھاگ آتا ہے، لیکن وہ بے کار ہو کر رہ جاتا ہے، جبکہ خالص دھات نیچے رہ جاتی ہے۔ ان دونوں مناظر میں ایک ہی اصول ہے: فائدہ مند چیزیں باقی رہ جاتی ہیں، جبکہ بے کار چیزیں ختم ہو جاتی ہیں۔ اسی طرح باطل کچھ دیر کے لیے اوپر اٹھتا ہے، بہت دکھائی دیتا ہے، شور مچاتا ہے، لیکن آخر کار ختم ہو جاتا ہے، جبکہ حق ہمیشہ باقی رہتا ہے اور لوگوں کو فائدہ پہنچاتا ہے۔ بعض اوقات حق اور باطل ایک ساتھ دکھائی دیتے ہیں، لیکن جو چیز اصلی ہے، وہ آخر کار باقی رہ جاتی ہے۔

چھٹی مثال: دنیا کی زندگی کی حقیقت اور اچانک عذاب

سورہ یونس میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ إِنَّمَا مَثَلُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا كَمَاءٍ أَنزَلْنَاهُ مِنَ السَّمَاءِ فَاخْتَلَطَ بِهِ نَبَاتُ الْأَرْضِ مِمَّا يَأْكُلُ النَّاسُ وَالْأَنْعَامُ حَتَّىٰ إِذَا أَخَذَتِ الْأَرْضُ زُخْرُفَهَا وَازَّيَّنَتْ وَظَنَّ أَهْلُهَا أَنَّهُمْ قَادِرُونَ عَلَيْهَا

[5] - **القرآن**، 13:17۔

أَتَاهَا أَمْرُنَا لَيْلًا أَوْ نَهَارًا فَجَعَلْنَاهَا حَصِيدًا كَأَن لَّمْ تَغْنَ بِالْأَمْسِ ۚ كَذَٰلِكَ نُفَصِّلُ الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ ﴾[6].

ترجمہ: دنیا کی زندگی کی مثال اس پانی کی سی ہے جسے ہم نے آسمان سے اتارا، پھر زمین کے پودے اس سے مل کر خوب گھنے ہو گئے اور وہ چیزیں اگنے لگیں جنہیں انسان اور جانور کھاتے ہیں، یہاں تک کہ جب زمین نے اپنا ساز یور سجا لیا اور خوب آراستہ ہو گئی اور اس کے مالکوں نے یقین کر لیا کہ وہ اس پر پوری طرح قادر ہیں، اچانک اس پر ہمارا عذاب رات یا دن آیا اور ہم نے اسے ایسا کٹا ہوا کر دیا گویا کل وہاں کوئی چیز تھی ہی نہیں۔

اس آیت میں دنیا کی زندگی کی ایک جامع مثال بیان کی گئی ہے۔ بارش ہوتی ہے، زمین ہری بھری ہو جاتی ہے، پودے اگتے ہیں، پھل لگتے ہیں، مالک خوش ہو جاتے ہیں اور یقین کر لیتے ہیں کہ وہ اس پر پوری طرح قادر ہیں، پھر اچانک عذاب آتا ہے اور سب کچھ تباہ ہو جاتا ہے، گویا کل یہاں کوئی چیز تھی ہی نہیں۔ یہاں سب سے اہم نکتہ یہ ہے کہ انسان دنیا کی عارضی رونقوں پر اترا جاتا ہے، اسے اپنا مستقل ٹھکانہ سمجھ لیتا ہے —یہی وہ نقطہ ہے جہاں وہ غلطی کر جاتا ہے۔ پھر عذاب اچانک آتا ہے، رات کو یا دن کو، جب لوگ غافل ہوتے ہیں۔ قرآن نے "**زُخْرُفَهَا**" (اس کا زیور) کا لفظ استعمال کیا ہے، جو دنیا کی ظاہری آرائش کی طرف اشارہ کرتا ہے، اور "**حَصِيدًا**" (کٹا ہوا) کا لفظ اس طرف اشارہ کرتا ہے کہ جس طرح کٹے ہوئے کھیت میں کچھ نہیں رہتا، اسی طرح دنیا کے خاتمے کے بعد انسان کے پاس صرف اس کے عمل رہ جاتے ہیں۔ یہ مثال اس لیے بھی موثر ہے کہ اس میں ایک پوری کہانی کو ایک خوبصورت اور ہمہ گیر مثال میں ڈھال دیا گیا ہے۔

2. احادیثِ نبویؐ میں اشاری تعبیرات کی مثالیں

نبی کریم ﷺ کی احادیث میں بھی کئی مقامات پر ایسے اشاراتی اسلوب استعمال ہوئے ہیں جن کا مقصد محض بات پہنچانا نہیں بلکہ ذہن و قلب کو متوجہ کرنا اور فہم و ادراک کو بیدار کرنا ہے۔ ایک مشہور حدیث ہے:

"كُنْ فِي الدُّنْيَا كَأَنَّكَ غَرِيبٌ أَوْ عَابِرُ سَبِيلٍ"[7].

ترجمہ: دنیا میں ایسے رہو جیسے کوئی اجنبی یا مسافر۔

یہ قولِ نبوی ایک علامتی تعبیر ہے جو دنیاوی زندگی کی حقیقت اور اس میں زہد کی تعلیم دیتا ہے۔ یہاں دنیا کو ایک سفر گاہ اور بندے کو مسافر بنا کر ایک مکمل فکری نظام کی تشکیل کی گئی ہے۔ اسی طرح: "الْمُؤْمِنُ مِرْآةُ الْمُؤْمِنِ" مومن، مومن کا آئینہ ہے۔" یہ حدیث مومن کے کردار اور اجتماعی تعلقات پر گہرا اشاری اثر رکھتی ہے۔ مومن کا کردار، دوسرے مومن کے لیے تنبیہ، اصلاح اور احتساب کا آئینہ ہے، جس میں وہ اپنی کمزوریاں پہچانتا ہے۔

---

[6]- **القرآن**، 10:24۔

[7]- سلیمان بن الاشعث ابو داؤد، **سنن ابی داؤد** (دمشق: دار الرسالۃ العالمیۃ، 1429ھ)، 4:275۔

3. نبی کریم ﷺ کا حکمت آمیز و علامتی اسلوبِ گفتگو

رسول اکرم ﷺ کا اسلوبِ بیان صرف تعلیم و تبلیغ کا ذریعہ نہ تھا بلکہ ایک حکمت آمیز و علامتی طرزِ تعبیر بھی تھا، جس میں اختصار، تمثیل، اشارات اور رمزیت جیسے ادبی و فکری اسالیب شامل تھے۔ ایک مثال درج ذیل ہے:

"إِنَّمَا مثَلِي وَمَثَلُ مَا بَعَثَنِي اللَّهُ بِهِ كَمَثَلِ رَجُلٍ أَتَى قَوْمًا، فَقَالَ: يَا قَوْمِ، إِنِّي رَأَيْتُ الْجَيْشَ بِعَيْنَيَّ، وَإِنِّي أَنَا النَّذِيرُ الْعُرْيَانُ"...[8].

ترجمہ: میری اور اس ہدایت کی مثال جس کے ساتھ اللہ نے مجھے بھیجا، ایک ایسے شخص کی مانند ہے جو اپنی قوم کے پاس آیا اور کہا: اے میری قوم! میں نے لشکر کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے، اور میں تمہیں (بغیر لباس کے) خبردار کرنے والا ہوں...

یہاں "النذیر العریان" ایک عربی محاورہ ہے جو انتہائی فوری اور شدید خبردار کرنے والے کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے اس تمثیل کے ذریعے نبوت کے مقصد، اپنے منصبِ انذار، اور امت کے رویے کو ایک بھرپور اشارت کے ساتھ واضح فرمایا۔ مشہور محدث امام قشیریؒ فرماتے ہیں:

"كانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُعَبِّرُ عَنِ الحَقَائِقِ بِالتَّمْثِيلَاتِ وَالأَشْبَاهِ تَسْهِيلًا لِلفَهْمِ، وَتَرْبِيَةً لِلعُقُولِ عَلَى التَّدَبُّرِ"[9].

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ حقیقتوں کو تمثیلات اور مشابہات کے ذریعے بیان فرماتے تاکہ فہم آسان ہو اور عقلیں تدبر کی عادی ہوں۔

ان احادیث میں نبی کریم ﷺ نے علامتی زبان کے ذریعے ایسے گہرے اخلاقی اور روحانی اسباق دیے ہیں جو الفاظ کی سطح سے گزر کر براہِ راست دل میں اترتے ہیں۔ ایک مختصر جملے میں پوری دنیا کی حقیقت اور اس سے بے رغبتی کا درس دے دیا گیا، اور دوسری حدیث میں باہمی تعلق اور اصلاح کا پورا نظام ایک علامت میں سمیٹ دیا گیا۔

سیرتِ نبویؐ میں اشاری تعبیرات کے مظاہر

اس میں سیرتِ نبوی ﷺ کی روشنی میں اُن عملی مظاہر کا جائزہ لیں گے جہاں نبی کریم ﷺ نے اشاری، تمثیلی اور علامتی طرزِ بیان کو دعوت، اخلاق، سیاست اور جنگی حکمتِ عملی میں اختیار فرمایا۔ یہ مظاہر نہ صرف ایک بلاغی اسلوب کا اظہار ہیں بلکہ حکمت، تدبر، تربیت، اور ذہنی و روحانی بیداری کا ذریعہ بھی ہیں۔

1. دعوت و تبلیغ میں اشاری پیغام رسانی

8۔ مسلم بن حجاج القشیری، **صحیح مسلم** (نیشاپور: دار الخلافہ العلمیۃ، 1330ھ)، 1:2722۔

9۔ ابو الحسین مسلم بن حجاج القشیری، **الرسالۃ القشیریۃ** (قاہرہ: دار المعارف، 1392ھ)، 1:88۔

نبی کریم ﷺ نے دعوتِ دین کے آغاز ہی سے اشاراتی انداز اختیار فرمایا تاکہ مخالفین کی مخالفت کے باوجود پیغام محفوظ انداز میں پہنچایا جا سکے۔ مکی دور میں، جب کفارِ قریش کھلے الفاظ میں توحید و آخرت کے تذکرے سے برہم ہو جاتے، تو نبی کریم ﷺ اکثر تمثیل اور اشارات کے ذریعے ان کے دل و دماغ تک بات پہنچاتے۔

"مَثَلِي وَمَثَلُ مَا بَعَثَنِي اللَّهُ بِهِ، كَمَثَلِ رَجُلٍ أَتَى قَوْمَهُ فَقَالَ: يَا قَوْمِ إِنِّي رَأَيْتُ الْجَيْشَ، وَإِنِّي أَنَا النَّذِيرُ الْعُرْيَانُ"...[10]

ترجمہ: میری مثال اور جس چیز کے ساتھ اللہ نے مجھے بھیجا، اُس کی مثال اُس آدمی کی مانند ہے جو اپنی قوم کے پاس آیا اور کہا: اے میری قوم! میں نے لشکر کو دیکھا ہے، اور میں (بغیر لباس کے) خبردار کرنے والا ہوں...

یہ تمثیل ایک شدید خطرے کی طرف اشارہ تھی جو کفار کی غفلت اور سرکشی کے نتیجے میں آنے والا تھا۔ امام نوویؒ نے اس حدیث کی شرح میں فرمایا:

"فِيهِ دَلَالَةٌ عَلَى بَلَاغَةِ النَّبِيِّ ﷺ وَأَنَّهُ كَانَ يَسْتَخْدِمُ التَّمْثِيلَ لِتَقْرِيبِ الْمَعْنَى"[11].

ترجمہ: اس میں نبی ﷺ کی فصاحت و بلاغت کا ثبوت ہے، کہ آپؐ مفہوم کو قریب لانے کے لیے تمثیل استعمال فرماتے تھے۔

اس تمثیل میں نبی ﷺ نے براہِ راست یہ نہیں کہا کہ تم غفلت میں ہو، بلکہ ایک کہانی کے ذریعے اس حقیقت کو اس طرح پیش کیا کہ سامع خود اپنی حالت پر غور کرے۔ یہ اسلوب مخالفین کو براہِ راست جواب دینے کا موقع نہیں دیتا تھا اور ساتھ ہی پیغام کو دل نشین اور یادگار بنا دیتا تھا۔ امام نووی کا یہ قول اس بات کی تائید کرتا ہے کہ آپؐ کا یہ اسلوب فہم کو قریب کرنے کے لیے تھا، نہ کہ معانی کو پیچیدہ بنانے کے لیے۔

2. اخلاق و معاشرت میں اشارات کا استعمال

نبی کریم ﷺ نے معاشرتی اصلاح اور اخلاقی تربیت میں اشاراتی زبان کو حکمت کے ساتھ استعمال فرمایا تاکہ فرد کی عزت محفوظ رہے اور اصلاح بھی ہو جائے۔ منافقین یا کوتاہی کرنے والے صحابہ کے متعلق براہ راست نام لینے کے بجائے عمومی اشارات یا صفاتی انداز میں بات کی جاتی۔ ایک مثال دیکھیے:

"مَا بَالُ أَقْوَامٍ يَقُولُونَ كَذَا وَكَذَا؟"[12].

ترجمہ: کیا ہو گیا ہے اُن لوگوں کو جو یہ اور یہ بات کہتے ہیں؟

10- مسلم بن حجاج القشیری، **صحیح مسلم**، 1:2722۔

11- یحیی بن شرف النووی، **شرح صحیح مسلم** (بیروت: دار احیاء التراث العربی، 1392ھ)، 1:271۔

12- محمد بن اسماعیل البخاری، **صحیح البخاری** (قاہرہ: المطبعۃ السلفیۃ، 1311ھ)، 1:91۔

یہ اسلوب نرمی، احترام، اور تربیتی حکمت کی بہترین مثال ہے۔ امام ابن حجر لکھتے ہیں:

"فِيهِ أَدَبُ التَّعْرِيضِ فِي التَّوْبِيخِ وَتَرْكُ التَّصْرِيحِ صَوْنًا لِلمَقَامِ" [13]

ترجمہ: اس میں تنبیہ کے وقت تعریض کا ادب ہے اور تصریح نہ کرنا مقام کی حفاظت اور عزت کی رعایت کے لیے ہے۔

اس اسلوب میں نبی ﷺ نے کسی خاص شخص کی نشاندہی نہیں کی بلکہ ایک عام سا جملہ کہہ دیا۔ اس کا اثر یہ ہوا کہ جس شخص میں بھی وہ کوتاہی تھی، اس نے خود کو اس جملے کا مخاطب سمجھا اور اپنی اصلاح کر لی۔ یہ تربیت کا بہترین اور نرم ترین طریقہ ہے جس میں سامع کی عزت بھی محفوظ رہتی ہے اور اصلاح کا مقصد بھی حاصل ہو جاتا ہے۔ امام ابن حجر کے الفاظ اس بات کو واضح کرتے ہیں کہ یہ اسلوب مقام اور فرد کی عزت کی رعایت کے لیے ہے۔

3. سیاسی و ریاستی حکمتِ عملی میں علامتی انداز

رسول اللہ ﷺ نے سیاسی اور ریاستی امور میں بھی علامتی اور اشاری انداز اپنایا، خاص طور پر سفارتی اور جنگی معاملات میں۔ صلح حدیبیہ کے موقع پر ایک مشہور علامتی عمل پیش آیا جب قریش کے سفیر نے "رسول اللہ" کے الفاظ پر اعتراض کیا، تو نبی ﷺ نے حضرت علیؓ سے فرمایا:

"امْحُهَا، يَا عَلِيُّ"! [14].

ترجمہ: علی! ان (رسول اللہ) کے الفاظ کو مٹا دو!

یہ عمل اگرچہ بظاہر کمزوری کا اظہار تھا، لیکن حقیقت میں ایک عظیم سیاسی تدبیر تھی جو مستقبل کے عظیم فوائد کی علامت بن گئی۔ علامہ شبلی نعمانی اس مقام پر لکھتے ہیں:

"یہ فقرہ نبی کریم ﷺ کی سیاسی بصیرت کی انتہا پر دلیل ہے۔ الفاظ کی جنگ نہیں بلکہ مقاصد کی فتح اصل ہے" [15]۔

اس موقع پر نبی ﷺ نے الفاظ کی جنگ نہیں لڑی بلکہ اپنے مقصد کی طرف مرکوز رہے۔ انہوں نے اپنی نبوت کے الفاظ مٹوا دیے، لیکن اس کے بدلے میں ایک ایسا معاہدہ کر لیا جس نے آئندہ آنے والی فتوحات کی راہ ہموار کر دی۔ یہ اشاری عمل اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ سیاسی بصیرت اور حکمت عملی میں کبھی کبھی ظاہری کمزوری کو قبول کر کے بھی بہت بڑے اہداف حاصل کیے جا سکتے ہیں۔

4. جنگی تدابیر میں اشاری طرزِ رہنمائی

---

[13]- احمد بن علی بن حجر العسقلانی، **فتح الباری** (بیروت: دار المعرفۃ، 1379ھ)، 1:85۔

[14]- محمد بن اسماعیل البخاری، **صحیح البخاری**، 3:1780۔

[15]- شبلی نعمانی، **سیرت النبی** (لاہور: نفیس اکیڈمی، 1971ء)، 2:135۔

نبی کریم ﷺ جنگی حکمت عملی میں بھی اشاراتی رہنمائی کو اپناتے۔ جنگِ خندق کے موقع پر خندق کھودتے ہوئے ایک پتھر کے ٹکڑے کو توڑنے کے دوران نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"اللَّهُ أَكْبَرُ، أُعْطِيتُ مَفَاتِحَ الشَّامِ... اللَّهُ أَكْبَرُ، أُعْطِيتُ مَفَاتِحَ فَارِسَ... "[16].

ترجمہ: اللہ اکبر! مجھے شام کی کنجیاں عطا کی گئیں... اللہ اکبر! مجھے فارس کی کنجیاں عطا کی گئیں...

اس موقع پر نبی ﷺ نے موجودہ مشکلات کے برعکس مستقبل کی فتح کی بشارت دے کر صحابہ کے حوصلے بلند کیے۔ یہ اشاراتی اسلوب بتاتا ہے کہ ایک رہنما کو چاہیے کہ وہ مشکل حالات میں بھی اپنے ساتھیوں کو مایوس نہ ہونے دے بلکہ انہیں مستقبل کی روشن تصویر دکھائے۔ اس میں صبر، استقامت اور اللہ پر بھروسے کا سبق بھی پوشیدہ ہے۔

5. تربیتِ صحابہ کرامؓ میں غیر لفظی ابلاغ

نبی کریم ﷺ کی سیرتِ طیبہ کا مطالعہ یہ واضح کرتا ہے کہ آپؐ نے صحابہ کرامؓ کی تربیت میں صرف زبان و الفاظ کا سہارا نہیں لیا، بلکہ **غیر لفظی ابلاغ** (Non-verbal Communication) جیسے **اشاروں، حرکات، چہرے کے تاثرات، جسمانی اشارے اور علامتی اعمال** سے بھی بھرپور استفادہ فرمایا۔ یہ اندازِ تربیت، نہ صرف فطری اور مؤثر تھا، بلکہ سامع کی فہم اور جذب کے اعتبار سے گہرا اثر رکھتا تھا۔

اشاری تربیت: بصری ابلاغ کی مثال

ایک موقع پر نبی کریم ﷺ نے ایمان و اخوت کے باہمی تعلق کی وضاحت کرتے ہوئے صرف الفاظ پر انحصار نہ فرمایا، بلکہ ہاتھوں کی حرکت سے بات کو واضح فرمایا:

"الْمُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِ كَالْبُنْيَانِ يَشُدُّ بَعْضُهُ بَعْضًا، وَشَبَّكَ بَيْنَ أَصَابِعِهِ" [17].

ترجمہ: مؤمن، مؤمن کے لیے (ایسا ہے) جیسے ایک عمارت کے اجزاء، جو ایک دوسرے کو مضبوط کرتے ہیں۔ پھر آپؐ نے اپنی انگلیوں کو ایک دوسرے میں ڈال کر مثال دی۔

یہ غیر لفظی ابلاغ صحابہ کرامؓ کے اذہان پر ایسا نقش چھوڑ گیا کہ وہ نہ صرف معنی سمجھ گئے بلکہ اسے عملی زندگی میں اپنانے لگے۔

تربیتی توقف اور خاموشی کا حکیمانہ استعمال

نبی کریم ﷺ بعض مواقع پر **خاموشی** اور **چہرے کے تاثرات** کے ذریعے بھی تربیت فرماتے۔ ایک مرتبہ ایک شخص نے نماز میں بے ترتیبی کی، تو آپ ﷺ نے بعد از نماز صرف اتنا فرمایا:

16- احمد بن حنبل، **مسند احمد بن حنبل** (بیروت: مؤسسة الرسالة، 1413ھ)، 4:303۔

17- محمد بن اسماعیل البخاری، **صحیح البخاری**، 1:620۔

"ارجع فصل فإنك لم تصل"[18]

ترجمہ: واپس جاؤ اور نماز پڑھو، کیونکہ تم نے نماز نہیں پڑھی۔

یہاں آپؐ نے الفاظ کے ساتھ ساتھ **چہرے کی سنجیدگی** اور **تکرار** کے غیر لفظی طریقے سے اُسے سکھایا کہ خشوع و خضوع کے بغیر نماز ناقص ہوتی ہے۔

تعریفی و تنبیہی اشارات

نبی کریم ﷺ کی ایک سنتِ مبارکہ یہ تھی کہ آپؐ **مخصوص اشخاص کو نگاہ بھر کر دیکھتے، یا ان کی طرف انگلی سے اشارہ فرماتے** جس سے وہ سمجھ جاتے کہ آپؐ کس بات کی طرف متوجہ کر رہے ہیں۔ جیسے حضرت معاذؓ کو جنت کا عمل سکھاتے وقت فرمایا:

"لا تدعنّ في دبر كلّ صلاة أن تقول..." ثم أشار بيده"[19].

ترجمہ: ہر نماز کے بعد یہ دعا نہ چھوڑنا... پھر آپؐ نے ہاتھ کے اشارے سے اس کی تاکید فرمائی۔

ان تمام مثالوں میں واضح ہے کہ نبی کریم ﷺ نے تربیت کے لیے صرف زبانی ہدایات پر انحصار نہیں کیا بلکہ بصری اور عملی ابلاغ کو بھی یکساں اہمیت دی۔ انگلیوں کو ملا کر دکھانا، چہرے کے تاثرات سے تنبیہ کرنا، اور ہاتھ کے اشارے سے کسی بات کی تاکید کرنا — یہ سب وہ غیر لفظی طریقے ہیں جو صحابہ کے ذہنوں پر گہرے اثرات مرتب کرتے تھے۔ یہ اسلوب تربیت کو زیادہ مؤثر، یادگار اور قابلِ عمل بناتا ہے۔

اشاراتِ سیرت پر دیگر اہلِ فن کی آراء

علامہ ابن قیمؒ لکھتے ہیں:

"وكانت إشاراته أبلغ من كثير من العبارات، لأن فيها حكمة وسرعة تأثير، وتربية غير مباشرة"[20].

ترجمہ: آپؐ کے اشارات کئی الفاظ سے زیادہ مؤثر ہوتے، کیونکہ ان میں حکمت، اثر انگیزی اور غیر مستقیم تربیت موجود ہوتی۔

اسی طرح علامہ سیوطیؒ نے **غیر لفظی ابلاغ** کو سیرتِ نبویؐ کی **بلاغی جہت** قرار دیتے ہوئے فرمایا:

"وكان صلى الله عليه وسلم يعلم الناس بالإشارة كما يعلمهم بالعبارة، وهي سنة قائمة بذاتها"[21]

---

[18]- مسلم بن حجاج القشیری، **صحیح مسلم**، 1:397۔

[19]- سلیمان بن الاشعث ابو داؤد، **سنن ابی داؤد** (قاہرہ: دار الحدیث، 1348ھ)، 2:231۔

[20]- محمد بن ابی بکر ایوب الزرعی ابن قیم الجوزیہ، **زاد المعاد** (بیروت: مؤسسۃ الرسالۃ، 1994ء)، 1:250۔

[21]- جلال الدین عبد الرحمن بن ابی بکر السیوطی، **الرياض الأنيقة فی شرح أسماء خير الخليقة** (قاہرہ: دار الکتب العلمیۃ، 1415ھ)، 1:189۔

ترجمہ: نبی ﷺ لوگوں کو اشارے سے ایسے سکھاتے جیسے الفاظ سے، اور یہ بذاتِ خود ایک قائم سنت ہے۔

یہ تمام دلائل اور اقوال اس حقیقت کو واضح کرتے ہیں کہ **غیر لفظی ابلاغ** سیرتِ نبویؐ کا نہایت جامع، گہرا اور مؤثر پہلو ہے جس سے نہ صرف صحابہ کرامؓ کی فکری تربیت ہوئی، بلکہ عملی کردار سازی بھی ہوئی۔

اشاری اسلوب کی افادیت اور عصرِ حاضر میں اطلاق

سیرتِ طیبہ کے اشاری اور علامتی اندازِ بیان کی معنویت صرف تاریخی یا روایتی اہمیت نہیں رکھتی، بلکہ اس کی افادیت آج کے علمی، فکری اور تعلیمی منظرنامے میں بھی برقرار ہے۔ نبی کریم ﷺ کا اشاراتی اسلوب اپنی فطری مطابقت، ابلاغی قوت اور انسانی نفسیات سے ہم آہنگی کے سبب ہر دور میں مؤثر اور قابلِ تطبیق رہا ہے۔

1. اشاری تعبیرات کا تربیتی و فکری اثر

نبی کریم ﷺ کے اشاری اور علامتی اسلوب نے صحابہ کرامؓ میں فکری گہرائی، تدبر اور تربیتی شعور پیدا کیا۔ یہ انداز انسان کے حواس اور ذہن دونوں کو بیدار کرتا ہے اور مخاطب کی **توجہ، فہم اور جذبات** کو بیک وقت متاثر کرتا ہے۔

"إِنَّ مِنْ الْبَيَانِ لَسِحْرًا"[22].

ترجمہ: بیشک بعض بیان جادو جیسے اثر رکھتے ہیں۔

یہ بیان صرف فصاحت کی نہیں بلکہ **بلاغتِ اسلوب** کی طرف بھی اشارہ ہے، جو نبی ﷺ کی سیرت میں اشارات کے ذریعے نمایاں ہوا۔ علامہ شبلی نعمانی لکھتے ہیں:

"نبی کریم ﷺ کی ہر ادا میں ایک غیر مرئی درس پوشیدہ ہوتا تھا، جو عقل و دل دونوں کو مخاطب کرتا[23]"۔

اس حدیث میں نبی ﷺ نے بیان کی تاثیر کو "جادو" سے تشبیہ دے کر اس کی شدت اور گہرائی کو واضح کیا ہے۔ جس طرح جادو سننے والے کے دل و دماغ پر قبضہ کر لیتا ہے، اسی طرح ایک حکیمانہ اور علامتی بیان بھی سامع کے ذہن پر ایسے نقش چھوڑ سکتا ہے جو عمر بھر نہیں مٹتے۔ آپؐ کا اشاری اسلوب اسی قسم کے "جادو" کی ایک شکل ہے جو نہ صرف سننے والے کو متاثر کرتی ہے بلکہ اسے غور و فکر کی طرف بھی راغب کرتی ہے۔ علامہ شبلی کا قول اس بات کی تائید کرتا ہے کہ آپؐ کی ہر ادا میں ایک پوشیدہ درس ہوتا تھا جو براہِ راست دل میں اترتا تھا۔

2. بلاغت، جامعیت اور حکمتِ کلام

22۔ البخاری، **صحیح البخاری**، 6:653۔

23۔ شبلی نعمانی، **سیرت النبی** (لاہور: مطبع معارف، 1943ء)، 1:231۔

نبی اکرم ﷺ کے اشارات نہ صرف پر معنی بلکہ **جامع اور حکیمانہ** بھی ہوتے۔ ایک علامتی اشارہ متعدد معانی کا احاطہ کرتا، جو اہلِ فہم کو غور و تدبر کی دعوت دیتا۔ جب آپ ﷺ نے اپنے مبارک ہاتھ سے زبان کو پکڑ کر فرمایا:

"كف عليك هذا"[24]

ترجمہ: اس (زبان) کو روکے رکھ۔

تو یہ ایک مختصر لیکن جامع اشاری تنبیہ تھی جو پورے **اخلاقی نظامِ گفتار** پر محیط ہے۔ امام نوویؒ فرماتے ہیں:

"وكانت إشاراته تحمل جوامع الحكم، وتنبُض بالحكمة البلاغية"[25]

ترجمہ: آپؐ کے اشارات حکمت کے جامع اصولوں پر مشتمل ہوتے اور بلاغت کی نبض رکھتے۔

اس مثال میں نبی ﷺ نے ایک ہاتھ کے اشارے اور چند الفاظ میں زبان کے تمام فوائد و نقصانات کا درس دے دیا۔ زبان کی حفاظت کے بغیر کوئی اخلاقی نظام کامیاب نہیں ہو سکتا۔ آپؐ نے یہاں الفاظ کی بجائے ایک بصری اور جسمانی اشارے کا استعمال کیا تاکہ یہ سبق صحابہ کے ذہنوں پر ہمیشہ کے لیے نقش ہو جائے۔ امام نووی کا قول اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ آپؐ کے اشارے حکمت کے جامع اصولوں پر مشتمل تھے اور ان میں بلاغت کی وہ تمام خوبیاں موجود تھیں جو کسی مؤثر ابلاغ کے لیے ضروری ہیں۔

3 . تعلیم و ابلاغ میں اشارات کی عملی افادیت

عصرِ حاضر کی تعلیم و تربیت میں اشاراتی ابلاغ (visual and non-verbal communication) کو نہایت مؤثر اور اہم ذریعہ قرار دیا جاتا ہے۔ موجودہ تدریسی اصولوں میں **اشاراتی تعلیم** (gestural learning) ایک معروف اصطلاح بن چکی ہے۔ ماہرِ نفسیات البرٹ میہرابین کے مطابق:

> "Only 7% of meaning is in the words spoken, 38% is in tone of voice, and 55% is in body language."[26]
>
> **ترجمہ:** صرف 7 فیصد پیغام الفاظ میں ہوتا ہے، 38 فیصد آواز کے اتار چڑھاؤ میں اور 55 فیصد جسمانی حرکات و اشارات میں۔

جدید تحقیق یہ ثابت کرتی ہے کہ الفاظ کی نسبت جسمانی حرکات اور اشارات کا اثر کہیں زیادہ ہوتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے چودہ سو سال پہلے اس اصول کو سمجھا اور اپنی پوری زندگی میں اسے برتا۔ آپؐ نے جہاں الفاظ سے تعلیم دی، وہیں

24- مسلم، **صحیح مسلم**، 4:2703۔

25- النووی، **شرح صحیح مسلم**، 18:113۔

26- Mehrabian, **Albert**, *Silent Messages* (Belmont: Wadsworth Publishing, 1971), 53

اشاروں، چہرے کے تاثرات اور خاموشیوں سے بھی پیغام پہنچایا۔ یہ ثابت کرتا ہے کہ آپؐ کا اسلوب جدید ابلاغی علوم سے نہ صرف ہم آہنگ ہے بلکہ کئی پہلوؤں میں ان سے آگے بھی ہے۔

4. موجودہ دور میں سیرتِ طیبہ کے اشاری اسلوب کی تطبیق

موجودہ تعلیمی، تبلیغی اور اصلاحی اداروں میں نبی کریم ﷺ کے اشاری اسلوب سے بھرپور استفادہ کیا جا سکتا ہے۔ مثلاً: **اسلامی تدریس** میں اشاراتی اسلوب سے طلباء میں دلچسپی اور فہم کو بڑھایا جا سکتا ہے۔ **خطاب و تبلیغ** میں چہرے کے تاثرات، ہاتھوں کی حرکت اور نگاہ کی سمت سے پیغام رسانی کو مؤثر بنایا جا سکتا ہے۔ **بین الاقوامی مکالمات** میں غیر زبانی علامتوں سے غلط فہمی کو دور کیا جا سکتا ہے۔ ڈاکٹر یوسف القرضاوی لکھتے ہیں:

"الداعية الناجح لا يقتصر على ما ينطق به، بل يوصل رسالته بكيانه كله: بنظراته، وإشاراته، وسكوته"[27]

ترجمہ: کامیاب داعی صرف زبان سے نہیں، بلکہ اپنی نگاہ، اشارے اور خاموشی سے بھی پیغام پہنچاتا ہے۔

آج کے دور میں جہاں لوگوں کے پاس لمبے خطبات سننے کا وقت نہیں ہے اور جہاں بصری ذرائع ابلاغ کا غلبہ ہے، سیرتِ نبوی کا یہ اشاری اسلوب انتہائی کارآمد ثابت ہو سکتا ہے۔ ایک استاد، خطیب یا داعی کو چاہیے کہ وہ اپنی گفتار کو اشاروں، چہرے کے تاثرات اور بصری امداد سے تقویت دے تاکہ اس کا پیغام زیادہ مؤثر اور یادگار بن سکے۔ سوشل میڈیا اور دیگر بصری پلیٹ فارمز پر کام کرنے والوں کے لیے یہ اسلوب خاص طور پر مفید ہے، کیونکہ وہاں الفاظ کی بجائے علامات اور اشارے زیادہ کام کرتے ہیں۔

منتخب صوفیاء برصغیر کا مطالعہ

1۔ برصغیر میں تصوف اور سیرتِ نبوی ﷺ کے اشاری مطالعہ کی روایت

برصغیر کی روحانی تاریخ میں تصوف کا ظہور محض زہد و عبادت کا مظہر نہیں بلکہ اس نے اسلامی فکر کے لطیف ترین گوشوں کو ایک اشاری اور رمزی نظامِ معارف میں ڈھالا۔ یہاں کے صوفیاء نے سیرتِ طیبہ ﷺ کو محض تاریخی تذکرہ نہیں سمجھا بلکہ اسے ایک دائمی رمز وجود اور باطنی سلوک کا مرقع تصور کیا۔ ان کے نزدیک نبی اکرم ﷺ کی حیاتِ طیبہ محض واقعاتی تسلسل نہیں بلکہ ایک ایسا رمزی متنی سلسلہ تھی جس میں ہر قول و فعل، ہر اشارہ و سکوت باطن کے آئینۂ ادراک میں جلوہ گر تھا۔

ابو القاسم القشیریؒ نے کہا:

"وَمَا رَأَيْنَا أَكْمَلَ فِي تَجَلِّي الْحَقِّ مِنْ سِيرَتِهِ ﷺ، فَإِنَّهُ كَانَ ظَاهِرًا بِالْحَقِّ بَاطِنًا بِهِ"[28].

---

[27]۔ یوسف القرضاوی، **فی فقہ الدعوۃ** (قاہرہ: مکتبۃ وہبہ، 2001ء)، 1:21۔

[28]۔ ابو القاسم عبد الکریم بن ہوازن القشیری، **الرسالۃ القشیریۃ فی علم التصوف** (قاہرہ: دار الکتب العلمیۃ، 1322ھ)، 1:45۔

ترجمہ: ہم نے حق کے ظہور میں نبی ﷺ کی سیرت سے زیادہ کامل مظہر کسی میں نہیں دیکھا، کیونکہ وہ ظاہر و باطن دونوں طور پر حق ہی کے ساتھ قائم تھے۔

اس تعبیر میں سیرتِ نبوی ﷺ کی اشاری جہت ایک ایسے آئینے کی صورت میں ظاہر ہوتی ہے جس میں ظاہری سیرت باطنی حقیقت کا جلوہ بن جاتی ہے۔ یہی تصور بعد ازاں برصغیر کے صوفیانہ مکتب میں راسخ ہوا، جہاں نبی ﷺ کی ذات کو "انسانِ کامل" کے تکوینی مظہر کے طور پر دیکھا گیا۔

ہجویریؒ نے اس فکری تسلسل کو برصغیر میں منتقل کرتے ہوئے کہا:

"محمد ﷺ اصلِ حقیقت و معنئ ولایت اند، ہر که در عشقِ او صادق بود، در ولایت کامل بود"[29].

ترجمہ: محمد ﷺ حقیقت و ولایت کی اصل ہیں، جو شخص ان کی محبت میں صادق ہو وہ ولایت میں کامل ہوتا ہے۔

یہ وہ شعوری نقطہ تھا جہاں سیرتِ نبوی ﷺ کو ظاہری سنت سے باطنی سلوک کی سرحدوں تک وسعت دی گئی۔ تصوف کی اس روایت میں نبی ﷺ کے ہر قول و فعل کو ایک ایسی اشارت کے طور پر دیکھا گیا جو ظاہر کے پسِ پردہ باطن کی معنویت کو منکشف کرتی ہے۔

شاہ ولی اللہ دہلویؒ کے نزدیک یہی رمزی ربطِ نبوت تصوف کی اساس ہے، وہ لکھتے ہیں:

"إنّ النبوّة ظلّ الحقيقة المحمديّة، وكلّ ولاية إنّما هي شعاع من أنوارها"[30].

ترجمہ: نبوت حقیقتِ محمدیہ کا سایہ ہے اور ہر ولایت اسی کے انوار کا ایک شعاع ہے۔

اس فکری زنجیر میں "اشارت" محض لفظی یا بیانیہ عمل نہیں بلکہ ایک روحانی تاویل ہے جو عقل کے حیطے سے گزر کر وجدان کی سرحدوں میں داخل ہوتی ہے۔ اس طرح سیرتِ طیبہ ﷺ برصغیر کے صوفیانہ مکتب میں ایک "باطنی نص" کی صورت اختیار کرتی ہے، جس کی قراءت ہر دور کے سالک کے ذوق و مشاہدے کے مطابق تازہ معنی پیدا کرتی ہے۔

خلاصہ بحث

سیرتِ طیبہ کی اشاری تعبیرات کے اس تفصیلی مطالعے سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ اشاراتی اور علامتی اسلوب دینِ اسلام کا ایک جاری اور قائم طریقہ ہے۔ قرآن مجید میں تشبیہات، استعارات اور تمثیلات کی موجودگی، اور احادیثِ نبویہ میں اس کی کثرت، اس بات کی واضح دلیل ہے کہ یہ اسلوب محض بلاغتی خوبی نہیں بلکہ ایک فکری اور تربیتی منہج ہے۔ قرآن نے اپنی مثالوں میں ایسے مناظر کا انتخاب کیا ہے جو ہر انسان کے لیے قابلِ مشاہدہ ہیں۔ بارش، پودے،

29- علی بن عثمان الجلابی الہجویری، **کشف المحجوب**(لاہور: الفیصل ناشران،1990ء)،1:112۔

30- شاہ ولی اللہ احمد بن عبد الرحیم الدھلوی، **حجۃ اللہ البالغہ** (دہلی: مطبع العامرۃ،1297ھ)،1:23۔

درخت، سیلاب، مکڑی کا جالا، کھیت کی کٹائی۔ تاکہ ہر ثقافت اور زمانے میں یہ پیغام قابلِ فہم اور مؤثر رہے۔ سیرتِ نبوی میں نبی کریم ﷺ نے اس اشاری اسلوب کو صرف دعوت تک محدود نہیں رکھا بلکہ اسے اخلاقی تربیت، سیاسی حکمت عملی، جنگی تدابیر اور صحابہ کی عملی زندگی میں بھی برتا۔ آپؐ نے جہاں کھلے الفاظ میں تعلیم دی، وہیں اشاروں، تمثیلوں، خاموشیوں اور علامتی اعمال کے ذریعے بھی لوگوں کے دلوں اور دماغوں میں ہمیشہ رہنے والے نقوش ثبت کیے۔ آپؐ کے اشارات نہ صرف پر معنی تھے بلکہ جامع اور حکیمانہ بھی تھے، ایک علامتی اشارہ متعدد معانی کا احاطہ کر سکتا تھا، اور آپؐ کی خاموشیاں بھی الفاظ سے زیادہ مؤثر ثابت ہوتی تھیں۔

برصغیر کے صوفیاء نے سیرتِ نبوی کے اس اشاری اسلوب کو نہ صرف سمجھا بلکہ اسے اپنے تصوف کے نظام میں شامل کر کے اس کی افادیت کو بڑھایا۔ ان کے نزدیک سیرتِ طیبہ ایک زندہ اور ہمیشہ جاری ہدایت کا ذریعہ ہے، جس کے اشاری پہلوؤں کو سمجھے بغیر اس کی حقیقی روح تک رسائی ممکن نہیں۔ عصرِ حاضر میں جب ابلاغ کے طریقے بصری اور غیر لفظی ہو چکے ہیں، جب لوگوں کے پاس لمبے پیغامات سننے کا وقت کم ہو گیا ہے، اور جب تعلیمی نفسیات اشاراتی تعلیم کی اہمیت پر زور دیتی ہے، سیرتِ نبوی کے اس اسلوب کی ضرورت پہلے سے کہیں زیادہ بڑھ گئی ہے۔ جدید تحقیق یہ ثابت کرتی ہے کہ 55 فیصد پیغام جسمانی حرکات و اشارات میں ہوتا ہے، جو نبی کریم ﷺ کے اس اسلوب کی اہمیت کو مزید واضح کرتا ہے۔ آخر میں، یہ کہا جا سکتا ہے کہ سیرتِ طیبہ کی اشاری تعبیرات نہ صرف تاریخی اہمیت رکھتی ہیں بلکہ وہ ایک ایسا فکری اور علمی ذخیرہ ہیں جس سے عصرِ حاضر کے ابلاغی، تعلیمی اور تربیتی چیلنجز سے نمٹنے کے لیے استفادہ کیا جا سکتا ہے۔ یہ اسلوب فطری، حکیمانہ اور آج کے انسان کی نفسیات سے ہم آہنگ ہے، اور اسے دینی تعلیمات، نصاب اور معاشرتی تربیت کا حصہ بنانے کی اشد ضرورت ہے۔

تجاویز و سفارشات

1. **سیرتِ طیبہ کے اشاریاتی اسلوب کو نصاب میں شامل کیا جائے:** جامعات اور مدارس کے سیرت کورسز میں نبی کریم ﷺ کی علامتی، اشاراتی اور غیر لفظی تعلیمات کو باقاعدہ عنوانات کے تحت پڑھایا جائے تاکہ طلبہ سیرت کے گہرے فکری پہلوؤں سے روشناس ہو سکیں۔
2. **سیرت کے اشاراتی اسلوب پر تربیتی ورکشاپس منعقد کی جائیں:** اساتذہ، مبلغین اور خطباء کے لیے خصوصی تربیتی سیشنز ترتیب دیے جائیں جن میں انہیں غیر لفظی پیغام رسانی، علامتی ابلاغ اور سیرتِ طیبہ کے اسلوبِ ابلاغ کے جدید اطلاقات سے آگاہی دی جائے۔

3. **سیرت کی اشاری تعبیرات پر مزید تحقیقی کام کو فروغ دیا جائے:** محققین کو اس جانب راغب کیا جائے کہ وہ سیرتِ نبوی ﷺ میں پائے جانے والے غیر لفظی، علامتی اور اشاری اسالیب پر خصوصی مقالات، تھیسز اور کتب تحریر کریں تاکہ اس پہلو پر علمی ذخیرہ مزید وسیع ہو۔
4. **میڈیا اور بصری ذرائع میں سیرت کے اشاراتی پہلوؤں کو اجاگر کیا جائے:** ڈرامہ، ڈاکیومنٹری، اینیمیشن، اور ویژوئل پریزنٹیشنز میں سیرت کے ان اشاراتی پہلوؤں کو تخلیقی انداز میں پیش کیا جائے تاکہ عوام الناس خاص طور پر نوجوان طبقہ اسے بہتر طور پر سمجھ سکے۔
5. **تعلیمی اداروں میں اشاریاتی ابلاغ کی عملی تربیت دی جائے:** طلبہ کو غیر لفظی ابلاغ، علامتی تفہیم اور بصری مشاہدہ کی صلاحیتوں کو پروان چڑھانے کے لیے سیمینارز اور عملی مشقوں کا اہتمام کیا جائے تاکہ وہ سیرتِ طیبہ کے اشاری پیغام کو اپنے طرزِ زندگی میں نافذ کر سکیں۔

Bibliography

1. *Al- Quran.*
2. *Al-Nawawī, Yaḥyā ibn Sharaf. Sharḥ Ṣaḥīḥ Muslim. Beirut: Dār Iḥyāʾ al-Turāth al-ʿArabī, 1392 AH.*
3. *Al-Nawawī, Yaḥyā ibn Sharaf. Sharḥ Ṣaḥīḥ Muslim. Beirut: Dār al-Fikr, 1403 AH.*
4. *Al-Qaraḍāwī, Yūsuf. Fī Fiqh al-Daʿwah. Cairo: Maktabat Wahba, 2001.*
5. *Al-Qushīrī, Abū al-Ḥusaīn. Al-Risāla al-Qushayriyya. Cairo: Dār al-Maʿārif, 1392 AH.*
6. *Al-Suyūṭī, Jalāl al-Dīn. Al-Riyāḍ al-Aniqa fī Sharḥ Asmāʾ Khayr al-Khalīqa. Cairo: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyya, 1415 AH.*
7. *Aḥmad ibn Ḥanbal. Musnad Aḥmad ibn Ḥanbal. Beirut: Muʾassasat al-Risāla, 1413 AH.*
8. *Mehrabian, Albert. Silent Messages. Belmont: Wadsworth Publishing, 1971.*
9. *Shiblī Nuʿmānī. Sīrat al-Nabī. Lahore: Nafees Academy, 1971.*
10. *Shiblī Nuʿmānī. Sīrat al-Nabī. Lahore: Maṭbaʿe Maʿārif, 1943.*